بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى

النور

جماعت احمدیہ امریکہ کا ترجمان

نومبر 1986

امیر و مبلغ انچارج
شیخ مبارک احمد
ادارۂ تحریر
عبدالرشید یحییٰ
مقبول احمد قریشی

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۸۶ء بمقام بیت الاسلام۔ ٹورانٹو کینیڈا

حالات پر ہر جہت سے اسلام کو غالب کرنے کی کوشش کریں

اور آئندہ نسلوں کی حفاظت کے لئے اپنے اندر بیقراری پیدا کریں

زندگی کے تین ردّ عمل

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

زندگی جغرافیائی حالات کے مطابق دو طرح ردّ عمل ظاہر کرتی ہے
(۱) یا تو زندگی جغرافیائی حالات کے تابع ہو کر مدغم ہو گئی اور اس میں مدافعت نہ رہی۔
(۲) یا زندگی ان جغرافیائی حالات میں ڈھل جانے کی بجائے اس نے دفاعی ردّ عمل ظاہر کیا اور زندگی نے جغرافیائی حالات پر غالب آنیکی سعی اور کوشش کی۔
یعنی یا تو زندگی نے حالات سے سمجھوتہ کر لیا اور یا حالات پر غالب آگئی اور تابع ہو گئی۔
فرمایا ایک تیسری شکل بھی نظر آتی ہے۔ نہ یہ طاقت تھی کہ زندگی حالات پر غالب آئے۔ نہ یہ طاقت تھی کہ حالات کے مطابق ڈھل جائے۔ تیسری صورت میں زندگی پر موت وارد ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ یہ شکل اور صورت تاریخ کی گہرائیوں میں ڈھونڈنے سے ملتی ہے۔ موت ان پر غالب آگئی اور وہ زندہ نہ رہنے دیئے گئے۔

امریکہ و کینیڈا کے خصوصی حالات اور جماعتی تربیت کا مسئلہ

حضور نے فرمایا۔ اس پس منظر میں آج جماعت امریکہ اور جماعت کینیڈا سے مخاطب کرتا ہوں

ایک بات بڑی واضح نظر آتی ہے کہ امریکہ اور کینیڈا کے مسائل کیلئے یورپ کے مسائل کے طریق کار سے مختلف طریق کار اختیار کرنا ہوگا۔ یہ میرا تجربہ ہے اور میں نے اپنے سفروں کے دوران اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ یورپ کے مقابلہ میں امریکہ مادہ پرستی میں بہت آگے ہے اور اسکے بعد کینیڈا بھی مادہ پرستی کا شکار ہے۔ کوئی دو خاندان یورپ اور امریکہ یا کینیڈا میں آباد ہوں، ان کا موازنہ کرنے سے یہ نتیجہ ظاہر و باہر ہوگا کہ جو خاندان یورپ میں آباد ہوگا اسکے مقابلہ میں امریکہ یا کینیڈا میں آباد ہونیوالا خاندان۔ یورپ والے خاندان کی نسبت زیادہ مادہ پرستی کا شکار نظر آئے گا۔ گو عملاً دونوں خاندانوں کو اسطرح آباد کر کے یہ تجربہ نہیں کیا گیا۔ حالات بتاتے ہیں کہ اسطرح فرق ہوگا ان حالات میں امریکہ اور کینیڈا میں جماعتی تربیت اور اولادوں کو صحیح راہ پر قائم رکھنے کیلئے بہت زیادہ توجہ، کوشش اور جدوجہد کی

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P.O. BOX 338
ATHENS, OHIO 45701

Non Profit Org
U.S. POSTAGE
PAID
ATHENS OHIO
PERMIT #143

ضرورت ہے۔ میرا ان حالات کا تجزیہ کرنے کے نتیجہ میں تجربہ اور گہرا نظر سے مطالعہ بتاتا ہے کہ اس مادیت پرستی کے اثر کے ماتحت آئندہ نسلوں سے جماعت کو ہاتھ دھونے پڑینگے۔ اسلئے راہ یہ ہے ضروری ہے کہ حالات کو اپنے تابع کرنیکی کوشش کی جائے

مومن کا مزاج سچ ہے

فرمایا - ایک ضروری بات یہ بھی ہے کہ مومن کا ایک مزاج ہوتا ہے اور وہ سچ ہے -
مومن کا اول بھی سچ ہے اور اسکا آخر بھی سچ ہے۔ مغربی اقوام نے نہایت دیانتداری سے تسلسل کے ساتھ کوشش کر کے موجودہ ترقی کے انتہائی معیار کو حاصل کیا ہے۔ ان سے ہی ہمیں سبق حاصل کرنا ہوگا اور یہی اصول ہماری رہنمائی کرے گا۔

فرمایا۔ جو چیز اسوقت مجھے نظر آرہی ہے وہ یہ ہے کہ آپکا دینی معیار اور آپکی اولادوں کا دینی معیار ایک نہیں ہے۔ جو دینی معلومات آپ کی ہیں، دین کی طرف جتنی رغبت آپ کی ہے، آپکی اولادوں کی دینی حالت اس جیسی نہیں بلکہ بعض حالات میں میں نے یہ بھی محسوس کیا ہے اور دیکھا ہے کہ آپکی دینی حالت آپکی نسلوں کی دینی حالت کے مقابلہ میں بے حد قابل افسوس ہے۔

تربیت اولاد کیلئے انفرادی اور اجتماعی منصوبہ بندی کی ضرورت

فرمایا - ان حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے جماعتی طور پر منصوبہ بندی کی جانی چاہیئے۔ انفرادی طور پر بھی کوشش ضروری ہے اور جماعتی سطح پر بھی خاص توجہ اور التزام سے کوشش کی جانی لازمی ہے۔ ہر احمدی گھرانہ اس بات کا جائزہ لے جیسا کہ میں نے کہا ہے اسکی ابتداء آپکے گھروں سے ہونی چاہیئے اور جہاں بھی اسکو کوئی خرابی اور کمی نظر آئیگی وہ اصلاح کرے اور حالات پر ہر جہت سے اسلام کو غالب کرنیکی کوشش کرے۔ ہر خاندان یہ فیصلہ دیانتداری سے کرے۔

حضور انور نے اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے احساس اور حس کے بارہ میں تفصیل سے بیان فرمایا اور بتایا کہ موجودہ احباب اور افراد جماعت اپنی حس اور اپنے احساس کو کھوتے چلے جارہے ہیں۔ میں توجہ دلاتا ہوں کہ آپ اپنی اولاد کے رجحان اور مذہب کی طرف رغبت کے فقدان کو نظر غائر سے دیکھیں اور آئندہ نسلوں کی حفاظت کیلئے اپنے اندر بے قراری پیدا کریں۔

اس سارے ماحول کو دیکھ کر حضور انور نے اپنی انتہائی اضطرابی کیفیت بیان فرمائی اور دردمندانہ لہجہ اور انداز میں احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ اپنے اپنے احساس کی نگرانی کریں۔ ان بدلتے ہوئے حالات کو محسوس کریں اور اس درد کو محسوس کریں جس سے تکلیف پیدا ہوتی ہے۔ جب درد ہی محسوس نہیں ہوگا تو اسکا علاج کیونکر ہوگا۔ آپ دین کا احساس زندہ کریں۔ اپنی اولادوں کی امانت کی ذمہ داری کو ذمہ داری سے سنبھالیں۔

فرمایا۔ جو ہدایات، تفصیل سے ہیں، کل شوریٰ کے اجلاس میں دوں گا، اس پر مسلسل عمل ہونا چاہیئے اور ہر جماعت مجلس عاملہ کے اجلاس میں ان ہدایات کا جائزہ لیتی رہے تا ان ہدایات پر عمل کرنیکی یاد دہانی ہوتی رہے۔

نماز باجماعت کی تلقین

حضور نے فرمایا: میں نے اس سے قبل نماز باجماعت کی تلقین کی تھی۔ کچھ عرصہ اس پر عمل ہوا اور پھر سستی نظر آنے لگی۔
فرمایا عبادت ہماری زندگی میں ایک مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔

ایک دعا کی تلقین

حضور انور نے فرمایا کہ میرے لیئے یہ دعا نہ کریں کہ آپکی اصلاح کا احساس میرے دل سے مٹ جائے۔ اگر یہ احساس ہی مٹ گیا تو اس سے اور شمعیں کسطرح روشن ہوسکیں گی۔
دعا کریں کہ یہ تکلیف دہ احساس میرے دل میں قائم رہے۔

بی بی سی لندن پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی انٹرویو

بی۔بی۔سی لندن کی ورلڈ سروس سے 23 جولائی 1986ء بروز بدھ پونے چار بجے بعد دوپہر "Report on Religion" کے موضوع پر ایک پروگرام پیش کیا جسمیں مختلف ممالک میں مذہب کے نام پر ہونیوالے ظلم و تشدد کے متعلق رپورٹ پیش کی۔ اس پروگرام کے آخر میں پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ہونیوالے مظالم کا بھی ذکر کیا گیا اور اس سلسلہ میں حضور انور کا تین منٹ کا ایک انٹرویو بھی پیش کیا۔ انٹرویو لینے والی خاتون نے حضور انور سے چار سوالات کئے جو درج ذیل تھے،

(1) جماعت احمدیہ کی مخالفت کیوں ہو رہی ہے؟
(2) کیا یہ درست ہے کہ بانی جماعت احمدیہ نے اپنے دعویٰ کی غرض صلیب توڑنا بتائی ہے؟
(3) بانی سلسلہ احمدیہ کا پیغام کیا ہے؟
(4) جماعت احمدیہ اپنے بانی کے پیغام کو کس طرح پھیلا رہی ہے؟

حضور انور نے ان سوالوں کے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ خدا کے ماموروں کی ہمیشہ مخالفت ہوتی رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ بانی جماعت احمدیہ کی بھی مخالفت ہوئی اور ہو رہی ہے۔ جہاں تک صلیب توڑنے کا تعلق ہے اس کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب اس صلیب کو توڑنے آئے ہیں جس نے حضرت عیسیٰؑ کو مصلوب بنا کر نعوذ باللہ لعنتی بنایا۔ بالفاظ دیگر حضرت عیسیٰؑ کی عزت اور آپکے صحیح مشن کو دنیا کے سامنے پیش کرنا مقصود ہے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا پیغام بتاتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کا مقصد اسلام کی صحیح و اعلیٰ و افضل تعلیم کی تبلیغ کرنا ہے۔ پیغام پھیلانے کے طریق کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ساری دنیا میں مشن قائم کئے ہوئے ہیں اور ہم محبت کے ساتھ لوگوں کے دل جیت کر انہیں اسلام میں داخل کرینگے۔

ابتداء میں رپورٹر خاتون نے جماعت احمدیہ کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی تعداد ایک کروڑ ہے اور حکومت پاکستان نے انہیں زبردستی غیر مسلم قرار دیا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجالس عرفان میں سے منتخبہ سوالوں کے جواب

ذیل میں ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسجد فضل لندن میں منعقد ہونیوالی مجالس عرفان میں سے چند سوالوں کے جوابات درج کر رہے ہیں۔ ادارہ النصر حضور انور کے انگریزی جوابات کا اُردو خلاصہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ ایڈیٹر

سوال: ایک عام مسلمان اسلام کے صحیح عقائد کو کس طرح تلاش کر سکتا ہے

جواب: فرمایا۔ بے شک ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ صحیح عقیدہ کی تلاش کرے لیکن یہ ایک لمبا سلسلہ ہے کیونکہ 72 فرقوں کے عقائد و نظریات کا جو بنیادی طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہیں مقابلہ کرکے فیصلہ کرنے کیلئے پوری عمر درکار ہے۔ ممکن ہے کہ مقابلے کے بعد آپ کسی ایک فرقے کے ساتھ کلیتہً متفق ہو جائیں لیکن اس بات کا بھی امکان ہے کہ ہر فرقے کے بعض نظریات سے آپکو اتفاق ہو اور بعض سے اختلاف۔ اگر آپ ہر فرقے کے وہ چند نظریات لے لیں جو آپکے نزدیک قابل قبول ہیں تو یہ ایک نیا فرقہ بن جائے گا۔ اسی لیے آنحضرت صلعم نے اس الجھاؤ سے بچنے کے لیے ہمارے سامنے ایک آسان راستہ رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری امت پر ایک ایسا وقت آنیوالا ہے جبکہ وہ اسلام کے بنیادی مسائل میں اختلافات کی وجہ سے سخت الجھن اور پریشانی میں مبتلا ہو جائیگی۔ مسلمان علماء اس مخالفت میں پیش پیش ہوں گے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی امت کی رہنمائی کیلئے ایک مہدی (ہدایت یافتہ) کو بھیجے گا جو اپنی ذات میں حکم اور عدل ہوگا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں مسلمانوں کے اختلافات کا فیصلہ کرے گا۔ غلط عقائد کی بیخ کنی کرکے صحیح عقائد کی نشاندہی کرے گا اور ایسا فیصلہ کرتے وقت نہایت عدل وانصاف سے کام لے گا۔ اسلئے امت مسلمہ کے سامنے سب سے بہتر راستہ یہی ہے کہ حضرت امام مہدی کا فیصلہ قبول کرے جو بقول آنحضرت صلعم امت مسلمہ کی رہنمائی اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی میں کرے گا۔ علاوہ ازیں ایک اور نہایت اہم پہلو بھی ہے۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سورۃ بقرۃ کے آغاز میں ہی فرماتا ہے ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ۔ ھدی للمتقین کہ یہ ایسی کتاب ہے جسمیں صرف ان لوگوں کے لئے ہدایت ہے جو متقی (یعنی خدا سے ڈرنے والے) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تفہیم کیلئے عالم ہونے یا ذہین و فہیم ہونے کی شرط نہیں رکھی بلکہ تقویٰ کی شرط رکھی ہے اسلئے پہلے آپ کو تقویٰ کا وہ مقام حاصل کرنا ہوگا جو اس کتاب کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے۔ اسکے علاوہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا یمسہ الا المطھرون کہ اس کتاب کو صرف وہی سمجھ سکیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے پاک کیا ہوگا۔ فرمایا کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی تفہیم کیلئے پاکیزگی اور تقویٰ کی شرط لگا رکھی ہے اور دوسری طرف آنحضرت صلعم نے امت مسلمہ کی رہنمائی کیلئے امام مہدی کا انتظار کرنیکا حکم فرمایا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خود ہدایت یافتہ ہوگا۔ آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی کتاب موجود ہے اسلئے مشکل کے وقت اس میں سے اپنے مسائل کا حل تلاش کر لینا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مہدویت کا قائل نہیں تو اُسے کیا کرنا چاہیئے؟ فرمایا کہ اس کا بہترین حل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس معاملے میں ایمانداری سے دعا کی جائے کہ اے خدا تو بہتر جانتا ہے کہ میں واقعی سچے دل سے حق کی تلاش میں ہوں۔ ایک شخص کے دعویٰ کی آواز میرے کانوں میں پڑی ہے کہ وہ تیری طرف سے آیا ہے لیکن میرا دل ماننے کو تیار نہیں اسلئے تیرے حضور میں عاجزی سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ سچا ہے تو میری رہنمائی اسکی طرف فرما دے اور اگر یہ راستہ صحیح نہیں تو مجھے اس سے دور کر دے اور سیدھے راستے کی طرف میری رہنمائی فرما۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی ضرور مدد فرمائے گا۔

(مجلس عرفان ۸ مارچ ۱۹۸۶ء)

سوال: کیا وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی طرف منسوب ہونیوالی یعنی عرب اقوام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی طرف خاص توجہ نہیں کی؟

جواب: فرمایا۔ اگر عربوں میں اسلام کا نام باقی رہ گیا ہوتا تو امام مہدی کے آنیکی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ احادیث نبویہ کی روشنی میں امام مہدی صرف اُسی وقت آنا تھا جس وقت دنیا میں اسلام کا صرف نام باقی رہ جانا تھا اور قرآن کریم پر عمل ختم ہو جائیگا اور انکے علماء زمین پر بدترین مخلوق ہونگے۔ اسلئے ایسی ضلالت اور گمراہی کی حالت میں وہ امام مہدی کو کس طرح پہچان سکیں گے۔ عربوں نے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا بُرا سلوک کیا تھا کہ اُن سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ ان کے غلام (امام مہدی) سے وہ بہتر سلوک کریں گے۔ آج کل عرب دنیا میں اسلامی اخلاق اور اسلامی تعلیم باقی نہیں رہی۔ عرب اخلاقیات اور عرب روایات پر زور دیا جا رہا ہے۔ ان کی روزمرہ زندگی میں جو توازن اسلام نے پیدا کیا تھا وہ اب ختم ہو گیا ہے اور اب اسلام سے پہلے کی بدوی روایات دوبارہ عربوں میں واپس آ رہی ہیں اور وہ تمام برائیاں اور گندی عادتیں جو اسلام لانے سے پیشتر اس قوم میں موجود تھیں، اب دوبارہ جڑ پکڑ رہی ہیں۔ فرمایا کہ میں بحیثیت قوم بات کر رہا ہوں ورنہ انفرادی طور پر اب بھی بڑا نیک عرب ایسے ہیں جنہیں اسلام سے محبت ہے اور وہ اسکے لیے جانیں قربان کر رہے ہیں لیکن انکے رہنما لیڈر خود گمراہ ہیں اسلئے انکی صحیح رہنمائی نہیں کر رہے۔ وہ عوام کو مذہب کی آڑ میں سیاسی مقاصد کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ عرب سے باہر رہنے والے عربوں میں احمدیت کو قبول کرنیکا اب رجحان شروع ہو گیا ہے اور یہ نہایت ہی خوشکن رویہ ہے اور خدا کے فضل سے بہت اچھے نتائج پیدا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(مجلس عرفان ۱۸ فروری ۱۹۸۶ء)

سوال: احمدی غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ کیا یہ بات باہمی نفرت پیدا کرنے کا ذریعہ نہیں؟

جواب: فرمایا۔ بہت سے لوگوں کو اسباب کا علم نہیں کہ سوائے احمدیوں کے باقی تمام فرقوں کے علماء نے اپنے فرقے کے لوگوں کو دوسرے فرقوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے زبردستی روکا ہوا ہے اور اس میں کوئی استثنا نہیں۔ شیعہ اس معاملہ میں بہت سخت ہیں۔ ان کے نزدیک کسی دوسرے فرقے کے امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے کا نکاح ختم ہو جاتا ہے اور یہی حال دوسرے فرقوں کا ہے۔ وہ تمام یہ فتوے دیتے ہیں کہ ہمارے فرقے کے لوگ دوسرے فرقوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ دوسرے بھی ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ ان کو ہماری مسجدوں میں داخل ہونیکی اجازت نہیں۔ فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ بھی یہ اعلان نہیں کیا کہ میرے فرقے کے لوگ دوسروں کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے بلکہ صرف یہ فرمایا ہے کہ مکفر، مکذب اور متردد کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ ابتدا میں احمدی دوسرے فرقوں کے اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے رہے اور بعض جگہوں پر اسی وجہ سے ماریں بھی کھاتے رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جب کفر کے فتوے لگانے والوں کو بار بار منع کیا کہ وہ یہ اعلان کرنے سے باز آ جائیں کہ وہ یعنی حضرت مرزا صاحب جھوٹے ہیں اور

دائرہ اسلام سے خارج ہیں کیونکہ آنحضرت صلعم کے قول کے مطابق اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر قرار دیتا ہے تو اس کا یہ فیصلہ اسکی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہی شخص کافر اور دین سے خارج سمجھا جائیگا جو اس قسم کے فتوے دیتا ہے جب ایک لمبے عرصے تک حضرت مسیح موعود کی تنبیہ پر اُنہوں نے کان نہ دھرا اور آپ کے متعلق سخت بدزبانی اور گندی زبان استعمال کرتے ہوئے متواتر مخالفت کی اور یہ اعلان کرتے رہے کہ حضرت مرزا صاحب نعوذ باللہ نہ صرف کافر ہیں اور ان سے بڑا کافر اور بے دین شخص اس وقت دنیا میں موجود نہیں۔ تب حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت سے کہا کہ آنحضرت صلعم کے فیصلے کو ذہن میں رکھتے ہوئے میرے پاس اور کوئی چارہ کار نہیں رہ جاتا کہ میں احمدیوں کو ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت نہ دوں جو مجھے جھوٹا مدعی نبوت کہتے ہیں اور بر ملا یہ الزام لگاتے ہیں کہ میں نے اپنے پاس سے وحی اور الہام بنا لئے ہیں اور خدا میرے ساتھ کلام نہیں کرتا۔ پس جو شخص علام الغیب میں اعلان کرنے سے ذرا بھی جھجکتا ہو کہ میں سچا ہوں ایسے لوگوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ فرمایا کہ اسکے برعکس دوسرے فرقے اپنے دوسروں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے کہ کوئی سنی ہے یا شیعہ یا وہابی ہے جبکہ ہمارا انکے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ جواز بہت صاف ہے (جاری ہے) (از تاریخ احمدیت)

فریضۂ تبلیغ اور احمدی خواتین

"اگر تم تبلیغ نہیں کروگی تو اور کون کریگا۔ مرد تو عورتوں کو ان کے پردہ کی وجہ سے تبلیغ نہیں کرسکتے۔ اگر تم بھی ان کو تبلیغ نہ کرو تو عورتوں میں احمدیت کسطرح پھیلے گی! .....
پس تم پر بھی تبلیغ اسی طرح فرض ہے جسطرح مردوں پر فرض ہے۔ اگر تم دینی کاموں میں مردوں کے ساتھ ساتھ نہیں چلوگی تو تم جماعت کا مفید جزو نہیں بلکہ پھوڑے کی طرح ہوگی جو انسان کو اُسکے فرائض سرانجام دینے سے روک دیتا ہے .....
اور تم کو یہ عزم کرلینا چاہیئے کہ یا تو ہم احمدیت قائم کردینگی یا مرجائینگی" (اقتباس از خطاب حضرت مصلح موعود یکم اکتوبر ۱۹۲۹ء جلسہ لجنہ اماء اللہ دہلی)

ایڈیٹر روزنامہ "جنگ" کی آگہی کیلئے

(جن کے نزدیک پاکستان میں احمدیوں کے خلاف کچھ نہیں ہوا۔) سندھ۔ پنجاب اور سرحد میں اختلاف عقائد کی بنا پر موت کے گھاٹ اتار دیئے جانے والے احمدیوں کے مختصر کوائف ؛

سندھ

نام	کوائف
۱۔ مکرم قریشی عبدالرحمان صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع سکھر	یکم مئی ۱۹۸۲ء کو قتل کئے گئے۔ ابھی تک کوئی قاتل گرفتار نہیں کیا گیا
۲۔ مکرم چوہدری محمود احمد آف پنو عاقل ضلع سکھر	۹/۲/۸۵ کو قتل کئے گئے دو قاتل گرفتار ہوئے جن میں سے ایک ضمانت پر رہا ہے
۳۔ مکرم سید قمر الحق صاحب ۔ سکھر	۱۱/۵/۸۴ کو قتل کئے گئے ابھی تک کوئی قاتل گرفتار نہیں کیا گیا۔
۴۔ مکرم راؤ خالد سلیمان صاحب سکھر	۱۱/۵/۸۴ کو قتل کئے گئے کوئی قاتل گرفتار نہیں کیا گیا۔
۵ مکرم چوہدری عبدالرزاق صاحب امیر ضلع نواب شاہ (سندھ)	۷/۳/۸۵ کو قتل کئے گئے۔ قاتل گرفتار ہے۔
۶۔ مکرم چودھری عبدالحمید صاحب آف محراب پور ضلع نواب شاہ	۱۰/۴/۸۴ کو قتل کئے گئے۔ قاتل گرفتار ہے۔
۷ مکرم ماسٹر عبدالحکیم ابڑو صاحب وارہ ضلع لاڑکانہ	۱۵/۱۶ اپریل ۱۹۸۳ء کو قتل کئے گئے مقدمہ پہلے مارشل لاء کورٹ میں زیر سماعت تھا اب سول عدالت میں منتقل ہو چکا ہے۔
۸۔ مکرم انعام الرحمان صاحب گوٹھ عیدو ضلع سکھر	۱۵/۳/۸۵ کو قتل کئے گئے ابھی تک کوئی قاتل گرفتار نہیں کیا گیا
۹۔ مکرم ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر۔ حیدرآباد (سندھ)	۹/۶/۸۵ کو قتل کئے گئے ابھی تک کوئی قاتل گرفتار نہیں کیا گیا
۱۰۔ مکرم چودھری مقبول احمد صاحب پنو عاقل ضلع سکھر	۱۹/۲/۸۶ کو قتل کئے گئے ابھی تک کوئی قاتل گرفتار نہیں کیا گیا۔
۱۱۔ مکرم بابو عبدالغفار صاحب۔ حیدرآباد (سندھ)	۹/۶/۸۶ کو قتل کئے گئے ابھی تک کوئی قاتل گرفتار نہیں کیا گیا

پنجاب اور سرحد

نام	کوائف
۱۲۔ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب۔ اوکاڑہ	۱۸/۹/۸۳ کو عید الاضحیٰ کے دن قتل کئے گئے۔ قاتل کو صرف تین سال قید کی سزا سنائی گئی جس میں سے ۲ سال کا حوالاتی پیریڈ منہا کردیا گیا
۱۳۔ مکرم ڈاکٹر عبدالقادر صاحب فیصل آباد	۱۵/۶/۸۴ کو قتل کئے گئے۔ قاتل کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔
۱۴۔ محترمہ رخسانہ صاحبہ اہلیہ طارق احمد صاحب مردان	۹/۶/۸۶ کو مردان میں قتل کیا گیا۔ قاتل گرفتار نہیں کئے گئے مقدمہ کو خراب کیا جا رہا ہے۔

پرنٹر و پبلشر مرزا محمد خان [illegible] لاہور (ایڈیٹر [illegible]) 30.8.86

مردان میں احمدی شہید خاتون کے واقعہ شہادت کی تفصیلات

گذشتہ عید الفطر کے روز مردان میں ایک احمدی خاتون رخسانہ بیگم صاحبہ کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا تھا ، انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحومہ کے اوصاف حسنہ کے متعلق بعض تفاصیل قارئین کی خدمت میں پیش ہیں :-

پاکستان کے ایک شہر سرگودھا کے حلقہ سیٹلائٹ ٹاؤن میں ایک احمدی دوست مکرم چوہدری مرزا خان صاحب رہائش رکھتے ہیں ۔ وہ ملازمت کے سلسلہ میں زیادہ تر پاکستان سے باہر قطر کی خلیجی ریاست میں رہے ہیں ۔ حال ہی میں اُنکو احمدی ہونیکی وجہ سے اور حضور کے خطبات کے کیسٹس کے سلسلہ میں کسی نے انکی شکایت کرکے اُنہیں وہاں سے نکلوا دیا ہے ۔ انکی اہلیہ محترمہ ارشاد بیگم صاحبہ بھی انتہائی مخلص احمدی خاتون ہیں ۔ انہوں نے اپنے سب بچوں کی تربیت نہایت احسن رنگ میں کی ہوئی ہے ۔ انکی بچیاں نہایت مخلص اور احمدیت کی فدائی ہیں ۔ دینی کاموں میں بڑے ذوق و شوق سے حصہ لینے والی ہیں ۔ قریباً ۶ ماہ قبل والدین نے اپنی دو لڑکیوں عصمت اور رخسانہ کی شادی دو لڑکوں علی الترتیب طارق احمد اور مبارک احمد (جو مرزا خان صاحب کے بھانجے اور اُنکی اہلیہ صاحبہ کے بھتیجے تھے) سے کی ۔ دونوں گھرانوں میں پرانی رشتہ داری تھی ۔ لڑکیوں کے سسرال شادی کے وقت مردان (صوبہ سرحد) میں تھے لڑکوں کا باپ پیدائشی احمدی تھا ۔ شادی کے بعد دونوں لڑکیوں کو نہایت ہی غیر مساعد اور سنگین صورتحال سے دوچار ہونا پڑا ۔ لڑکوں کا بڑا بھائی بشارت احمد جسکا تعلق ایک غنڈہ گروہ سے تھا خلافِ توقع احمدیت کا شدید معاند نکلا ۔ ان مخلص لڑکیوں نے سسرال میں نہ صرف خود دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر شرکت کرنی شروع کی بلکہ گھر کے کمزور دینی ماحول کو بھی بدلنے کی کوششیں شروع کر دیں جو کہ بشارت احمد کو ناگوار گذرا ۔ اُس نے گھر والوں کے علاوہ لڑکیوں پر بھی دباؤ ڈالنا شروع کیا کہ وہ احمدیت سے تعلق توڑ دیں لیکن ان مخلص لڑکیوں نے اُسکی مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کی اور بڑی ایمانی جرأت اور دلیری کا مظاہرہ کیا ۔ اسکے بعد اُس نے دھمکیاں بھی دینی شروع کر دیں لیکن دونوں لڑکیوں نے کوئی پرواہ نہ کی ۔ اس غیر متوقع سنگین صورتحال سے لڑکیوں نے اپنے والدین کو آگاہ کیا اور بتایا کہ اُن پر بہت ظلم ہوا ہے ۔ اگر اُن کو کسی نہایت ہی مفلس گھرانے میں بیاہ دیا جاتا لیکن وہ مخلص گھرانہ ہوتا تو یہ بات ان کیلئے اس سے کہیں بہتر ہوتی کہ وہ ایک نہایت ہی کمزور ایمان والے گھرانے میں بیاہی گئیں جو اپنے غنڈے بیٹے سے بہت دبتے ہیں ۔ والدین ابھی اس پریشان کن صورتحال سے نمٹنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ عید الفطر (۹ جون ۱۹۸۶ء) آگئی ۔ بڑی لڑکی عصمت اُس وقت سرگودھا میں والدین کے پاس تھی اور چھوٹی لڑکی رخسانہ اپنے سسرال مردان میں تھی ۔ عید کی گذشتہ رات کو بشارت احمد نے گھر والوں اور رخسانہ سے جھگڑا کیا اور سختی سے روکا کہ گھر کا کوئی فرد نماز عید کیلئے احمدیوں کے ساتھ شامل نہ ہو ۔ مگر

رخسانہ اور اُسکے خاوند طارق نے کوئی پرواہ نہ کی اور دونوں نمازِ عید ادا کرنے کیلئے احمدیوں کے ہاں چلے گئے ۔ کوئی ۹ بجے کے قریب دونوں نماز عید سے فارغ ہوکر واپس گھر آئے ۔ رخسانہ کا خاوند (طارق) کسی کام کی غرض سے مکان کی چھت پر گیا اور اتفاق سے گھر کے دوسرے افراد بھی گھر پر موجود نہ تھے ۔ چنانچہ بشارت نے موقع غنیمت جانا ۔ اندر سے پستول نکالا اور پے در پے چار فائر کرکے رخسانہ کو نشانہ بناکر بھاگ نکلا ۔ رخسانہ کے خاوند طارق نے جب فائر کی آواز سنی تو وہ بدحواسی میں سیڑھیوں سے نیچے کی طرف بھاگ کر آیا اور رخسانہ کو خون میں لت پت پایا اُسے اُٹھا کر چارپائی پر لٹایا لیکن چند لمحوں کے بعد رخسانہ کی پاک اور معصوم روح نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی

انا للہ و انا الیہ راجعون

؎ بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

دوسری لڑکی (عصمت) خدا کے فضل سے اُسوقت سرگودھا میں ہونیکی وجہ سے بچ گئی ورنہ ممکن ہے کہ وہ بھی ظلم و بربریت کا شکار بن جاتی ۔ مرحومہ رخسانہ کی نعش مردان سے سرگودھا لائی گئی ۔ صبح کے وقت جماعت احمدیہ سرگودھا کے کثیر احباب نے دردمندوں کے ساتھ (قریباً ۷ بجے) نماز جنازہ ادا کی ۔ مکرم قریشی محمود الحسن صاحب امیر مکرم میاں عبدالسمیع صاحب نون ایڈووکیٹ کے علاوہ بہت سے انصار اور خدام شریک ہوئے ۔ نوجوان خدام نے احباب جماعت کو جنازہ میں شامل کرنے کیلئے مختصر سے عرصہ میں بہت بھاگ دوڑ کی ۔ حالات کی چھان بین کے بعد رپورٹ مرتب کی گئی اور محترم امیر صاحب مرزا عبدالحق صاحب کی سفارش سے مرحومہ کو ربوہ کے قطعۂ شہداء میں دفن کرنیکی اجازت دی گئی ۔ بہت سے خدام اور مکرم قائد صاحب جنازہ کے ساتھ ربوہ گئے ۔ بعض دیگر احباب جماعت کی بھاگ دوڑ سے تمام مراحل طے ہوگئے ۔ ربوہ میں مرحومہ کی نماز جنازہ گو بازار میں محترم قریشی فضل حق صاحب نے پڑھائی ۔ دن کے گیارہ بجے کے قریب مرحومہ کی تدفین عمل میں لائی ۔ محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب جنازہ کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے اور تدفین کے وقت وہاں موجود رہے اور پھر دعا کرائی ۔ آپ نے مرحومہ کے والد اور دیگر پسماندگان کے ساتھ اظہارِ تعزیت بھی کیا

محترمہ بشریٰ خاتون صاحبہ بنت ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحب اور لجنہ کی دوسری ممبرات کی رپورٹ کے مطابق مرحومہ رخسانہ شہید نہایت ہی حسین و جمیل ، خوش اندام نوجوان لڑکی تھی ۔ باقی برصفحہ ۸

یقین کامل

مورخہ ۲ اگست ۱۹۸۶ء بروز ہفتہ اسلام آباد لندن سینٹر میں مجلس عرفان کے آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول نے اپنی یہ نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی جو بہت پسند کی گئی جزاہ اللہ تعالیٰ۔

بفضلِ ایزدی آخر خلافت کامراں ہوگی
ہزیمت اور رسوائی نصیبِ دشمناں ہوگی

جری اللہ کے دامن سے ہیں جو لوگ وابستہ
مقدر میں انہی کے کامیابی بے گماں ہوگی

شبِ تاریک میں بھی بڑھ رہا ہے کاروانِ حق
سحر نزدیک ہے منزل نصیبِ کارواں ہوگی

وہی مصداق ہوں گے مژدۂ اِنّی معین کے
اعانت کی تمنّا جن کے سینے میں نہاں ہوگی

لگائی ضرب ہے جن سرکشوں نے ناقۃ اللہ کو
ثمودی قوم کی مانند ان کی داستاں ہوگی

ابھی اِنّی معین کا نشاں دیکھا ہے دنیا نے
وہی قہری تجلّی پھر زمانے پر عیاں ہوگی

فرشتے کر رہے ہیں کام اپنا قریہ قریہ میں
ہمارے دِل کی دھڑکن ہی ندائے آسماں ہوگی

مسیحِ وقت نے حُبِّ نبیؐ ہم کو عطا کی ہے
یہی دار و رسن پر بھی ہماری حرزِ جاں ہوگی

اگرچہ آج دنیا روکشِ شبّیرِ بے کس ہے
مگر اِک دن پشیماں ہو کے میری ہم زباں ہوگی

جماعت احمدیہ کا سالِ نو کا عظیم الشان پروگرام

اشاعتِ قرآن، تعمیرِ مساجد، دعوت الی اللہ اور سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کے کام کو فروغ دیا جائے گا

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بتاریخ ۸ اگست سنہ ۱۹۸۶ بمقام مسجد فضل لندن

جماعت احمدیہ اور معاندین کی انٹرنیشنل کانفرنسیں

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے سورۃ فاطر کی آیات نمبر ۹ تا نمبر ۱۱ کی تلاوت فرمائی جو مع ترجمہ درج ذیل ہیں:

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝۹

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝۱۰

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝۱۱

ترجمہ:

کیا جس شخص کے لیے اس کی بداعمالی خوبصورت کرکے دکھائی گئی ہو اور وہ اس کو اچھا سمجھتا ہو (وہ ہدایت پا سکتا ہے؟) پھر یاد رکھو کہ اللہ جس کو چاہتا ہے (یعنی اس کو نااہل پاتا ہے) اسے ہلاک کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے (یعنی قابل پاتا ہے) اس کو کامیابی کا راستہ دکھا دیتا ہے پس تیری جان ان کی وجہ سے حسرت و غم کے باعث ہلاک نہ ہو جائے اللہ ان کے اعمال کو خوب جانتا ہے (پس خدا کی سزا عمل کے عین مطابق ہوتی ہے بلاوجہ نہیں ہوتی) اور اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے جو بادل کو اٹھاتی ہیں۔ پھر ہم اس کو ایک مردہ ملک کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں اور اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کی ویرانی کے بعد آباد کر دیتے ہیں اسی طرح موت کے بعد اٹھنے کا قانون مقرر ہے۔ جو کوئی عزت چاہتا ہے اسے یاد رہے کہ عزت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پاک باتیں اسی کی طرف چڑھ کر جاتی ہیں اور ایمان کے مطابق عمل ان کو اٹھاتا ہے اور جو لوگ (تمہارے خلاف) بری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب مقدر ہے اور ان لوگوں کی تدبیر ہی تباہ ہونے والی شے ہے (نہ کہ تم)

اس کے بعد حضور انور نے انگلستان میں ہونے والی دو حالیہ انٹرنیشنل کانفرنسوں کا ذکر فرمایا۔ ایک جماعت احمدیہ کی کانفرنس اور ایک جماعت احمدیہ کے معاندین کی کانفرنس۔ فرمایا۔ دونوں کے مقاصد بظاہر نیک اور بلند پرواز تھے۔ اللہ اور رسول کی محبت کے نام پر یہ دونوں جلسے کئے گئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب دونوں ارادے یا ادعا ایک جیسے ہوں تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عمل تو حسین نظر آ رہا ہوتا ہے لیکن درحقیقت عمل حسین نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں ایسے لوگوں کیلئے سوائے اس کے کوئی عاقبت مقدر نہیں ہوسکتی کہ خدا تعالیٰ ان کو گمراہ قرار دے دے۔ جو لوگ نیک ناموں پر بدی کر رہے ہوں اور سمجھ رہے ہوں کہ وہ نیک کام کر رہے ہیں ان کی ہلاکت یقینی ہے۔

نیک اور بد عمل میں مابہ الامتیاز

فرمایا۔ نیک ارادے کرنے والے اور اپنے عمل کو حسین دیکھنے والے بہت ہیں تو اسمیں تمیز کیا ہوگی تاکہ واقعی نیک عمل کرنے والا یقین کرے کہ وہ نیک کام کر رہا ہے اور اسی طرح بداعمال والا یہ یقین کرے کہ اس کے اعمال بد ہیں۔ اس کا جواب اگلی آیت میں دیا اور معاملہ کو خوب کھول کر بیان فرما دیا کہ وہ لوگ جو اللہ کی خاطر نیک کام کرتے ہیں وہ زندگی بخش لوگ ہوتے ہیں اور مردوں کو حیات نو عطا کرتے ہیں اور ان سے فضل اور رحمت جاری ہوتی ہے نہ کہ ظلم اور ہلاکت اور تعدی اور موت کی دھمکیاں۔ فرمایا۔ ان دونوں پہلوؤں سے جب ہم ان دونوں جلسوں کی کارروائیوں کا موازنہ کرتے ہیں تو بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی ناموس کے نام پر مخالفین کی طرف سے جو کانفرنس منعقد کی گئی اسمیں اول سے آخر تک نہایت گندے مغلظات استعمال کئے گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور امّ المومنین اور سلسلہ احمدیہ کے بزرگوں کے خلاف نہایت غلیظ زبان استعمال کی اور یہ کہا کہ ہم سب احمدیوں کو ہلاک کر دینگے اور خاک میں ملا دینگے۔ اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ کی کانفرنس میں اتحاد

اُس کے رسول ﷺ کا ذکر بلند ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے گیت گائے گئے۔ عجیب بادۂ عرفان تھی جو ان تین دنوں میں بٹتی رہی اور جماعت احمدیہ کے ممبران نے یہ محسوس کیا کہ اس سے بہتر نہ اُن کے پیسے کی قیمت تھی اور نہ وقت کی اور پروگرام یہ پیش ہوئے کہ ہم سارے دنیا کو زندگی بخشنے کیلئے آئے ہیں اور حیات نو بخشنا ہمارا اولین فرض ہے۔

پاکیزہ کلام کے ساتھ عمل صالح بھی ضروری ہے

فرمایا۔ انہوں نے گندی اور غلیظ زبان استعمال کر کے یہ سمجھ لیا کہ ہم نے جماعت احمدیہ کو خوب ذلیل اور رسوا کر لیا ہے۔ فرمایا۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت میں دیا کہ تمہارے ہاتھ تو ہیں عزتیں۔ کہاں سے آگئیں تم عزتیں بانٹنے والے کہاں سے نکلے ہو۔ تمہارے ہاتھ تو ہیں تو اپنی عزتیں بھی نہیں۔ سب عزتیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔ فرمایا۔ محض بلند بانگ دعاوی رفعتیں نہیں بخشتے بلکہ ان کے ساتھ عمل صالح بھی کرو گے تو پھر تمہارا نام آسمان تک پہنچیں گے اور آسمان کے روشن ستاروں میں تمہارے نام شمار ہوں گے۔ فرمایا۔ ان تین آیات میں ہمارا اور ان کے حالات کا مکمل موازنہ ہو گیا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ تسلی دی ہے کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ان لوگوں کو ان کی بد اعمالیوں کے نتیجہ میں عذاب شدید دے گا۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ کہے کہ شدید عذاب ملے گا تو ہمیں کیا؟ ہمیں تو اسکی بھی تکلیف ہے۔ دراصل ہمیں تو اس بات سے تعلق ہے کہ جو وہ ہم سے شرارتیں کر رہے ہیں ان کا کیا ہوگا۔ اسکے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم تمہیں ضمانت دیتے ہیں کہ ان کے سارے مکر بے نتیجہ ہوں گے۔ ایک بات پیش نظر رکھنی چاہیئے کہ عمل صالح میں ترقی کرو اور اعمال کو بہتر سے بہتر بناتے جاؤ۔

سال نو کا پروگرام

اسکے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو آئندہ سال کے پروگرام سے آگاہ فرمایا۔ اسمیں اشاعتِ قرآن۔ نئی مساجد کی تعمیر۔ دعوت الی اللہ میں تیزی اور سیرۃ النبی ﷺ کے جلسوں کو فروغ دینا شامل ہیں اور فرمایا کہ قرآن کی اشاعت کے ساتھ سیرت کے مضمون کو باندھ کر ساری دنیا میں اسکو پھیلا دیا جائے اور آخر میں فرمایا کہ آپ اسلام کا زندگی بخش پیغام لیکر دنیا میں نکلنے والے ہیں۔ آپ اسلام کی مئے عرفان بانٹنے والے ہیں۔ آپ مردہ دلوں کو ایک حیات نو بخشنے والے ہیں۔ آپ مردہ زمینوں کو دوبارہ زندہ کرنیوالے ہیں۔ اسلئے کہ آپ وہ بادل ہیں جو آج دنیا میں مردہ زمینوں کو زندہ کرنے کیلئے خدا کی پاک ہواؤں نے چلائے ہیں۔ بادلوں کی طرح رحمت بنکر دنیا پر برستے رہیں اور اس رحمت کا اس سے بہتر کوئی تعارف نہیں ہو سکتا کہ قرآن ایک ہاتھ میں ہو اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت آپ کی جان، آپ کی زندگی اور آپکے وجود کے انگ انگ میں گھلی ہوئی ہو اور اسطرح عمل صالح کے ساتھ اپنے نیک پیغام کو اور نیک کلام کو رفعتیں عطا کرتے رہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہو۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا کہ

"سیرت کے معاملہ میں مغربی مفکرین کے اعتراضات کو پیش نظر رکھ کر اچھے جواب تیار ہونے چاہئیں۔"

جماعتِ احمدیہ اور فریضۂ تبلیغ

جب سب افراد جماعت مُبلّغ بنیں گے تب انقلاب آئے گا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس ارشاد منعقدہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۲ء مسجد مبارک ربوہ میں فرمایا: "اصل بات تو یہی ہے کہ تبلیغ جماعت نے کرنی ہے۔ یہ کام مبلغین پر نہیں چھوڑنا۔ مبلغین تو یاد دہانی کے لئے عمومی نگرانی کے لئے اور آپ کی مدد کے لئے ہوتے ہیں لیکن اصل کام جماعت کے افراد نے کرنا ہے جب وہ مبلغ بنیں گے تب انقلاب آئے گا۔ اس کے لئے ساری جماعت کو کام کرنا پڑے گا۔ اگر آپ مبلغ پر انحصار کر کے بیٹھے رہے تو کبھی کامیابی نہیں ہوگی۔"

پھر فرمایا "اصل میں ساری جماعت ہی مبلغ ہے۔ مبلغین تو صرف راہنمائی کے لئے ہیں۔ تبلیغ اور تربیت کے معاملات میں وہ آپ کے رہنما ہیں، لیکن وہ سپاہی نہیں ہیں آپ ان کو جرنیل کہہ لیں تو کیا اکیلا جرنیل بھی کبھی لڑا ہے؟ فوج ہوتی ہے تو جرنیل کے جوہر کام آتے ہیں۔ اگر فوج ہی نہ ہو تو جرنیل بیچارے نے کیا کرنا ہے اس لئے جماعت کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جماعت کا ہر فرد مبلغ ہے۔ وہ یہ ارادے لے کر نکلے کہ میں بحیثیت مبلغ اپنے علاقے میں ایک انقلاب برپا کردوں گا۔ پھر دیکھنا! کس طرح قطرے قطرے مل کر خدا کے فضل سے سمندر بنتے ہیں۔" (مطبوعہ الفضل ۷ مارچ ۱۹۸۳ء)

بقیہ صفحہ ۵

جسطرح وہ ظاہری حسن سے مالا مال تھی، اسی طرح وہ باطنی حسن سے بھی مزین تھی۔ وہ نہایت ہی بلند کردار۔ خوش اخلاق غریب پرور اور سلسلہ کی مخلص فدائی لڑکی تھی جس نے اپنی جان سلسلہ کی محبت اور وابستگی کی خاطر قربان کرنے سے ذرہ بھر دریغ نہ کیا۔ احمدیت کی تاریخ میں اس بچی کی شہادت کا واقعہ ایک منفرد واقعہ ہے جو علماء سُو کے پھیلائے ہوئے زہر اور قانون کے احترام کے اٹھ جانے کی وجہ سے وقوع پذیر ہوا۔ ہم سب کے دل اس نوجوان بچی کی شہادت پر بہت ہی دردمند ہیں اور یہ واقعہ یقیناً خون کے آنسو رلانے والا ہے لیکن ساتھ ہی ہمارے سر فخر سے بلند ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پاک مسیح موعود کو ایسے فدائی وجود نوجوان لڑکیوں کی صورت میں بھی دیئے ہیں جو شمع احمدیت کے ساتھ پروانوں کی طرح عشق کا مظاہرہ کر کے اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کو عین سعادت سمجھتے ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ